شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور انگریزی استعمار

تحریر= مولانا عبدالعظیم انصاری۔ قصور

سید صاحب کے بعد کا زمانہ

گردیزی صاحب کا یہ دعوی کہ تحریک بالا کوٹ انگریز کے ایما پر چلائی گئی اور اندرون خانہ سید صاحب انگریزوں سے ملے ہوئے تھے اور انہیں انگریز کی حمایت حاصل تھی۔ اس کا جائزہ اب ایک اور پہلو سے لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر یہ تحریک انگریز کے اشارے اور اس کی ساز باز سے سکھوں اور افغان مسلمانوں کے خلاف چلائی گئی تھی جس کا دعوی گردیزی صاحب کرتے ہیں پھر سید صاحب کے بعد ۱۸۳۱ء ان کی شہادت سے لے کر ۱۹۴۷ء قیام پاکستان تک مجاہدین انگریز کے ساتھ کیوں برسرپیکار رہے اور انگریز نے ہر ممکن کوشش سے کیوں انہیں کچلنے کا تہیہ کئے رکھا۔

سید صاحب کی شہادت سے تھوڑے عرصے بعد ہی مجاہدین اور انگریزوں کے درمیان جھڑپیں شروع ہوگئیں جو ایک صدی سے زائد عرصے پر محیط ہیں۔

اس سو سالہ عرصہ کے واقعات کو تسلسل اور ترتیب کے ساتھ مربوط طریق پر بیان کرنا میرا مقصود نہیں۔ میں صرف اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے ضرورت کے مطابق ایسے واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں جن سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ یہ تحریک سید صاحب کی زندگی میں بھی حقیقتاً انگریزوں کے خلاف تھی (اگرچہ اس کا رخ سکھوں کی طرف موڑ دیا گیا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے)

اور آپ کی شہادت کے بعد بھی یہ تحریک انگریزوں کے خلاف قیام پاکستان تک جاری رہی انگریزوں نے اپنی عیارانہ اور مکارانہ چالوں سے سکھوں کو سید صاحب کے سامنے لاکھڑا کیا اس کے بعد اپنے گماشتوں اور زر خرید علماء سوء سے ان کے عقائد کے خلاف پروپیگنڈا کروایا کہ یہ وہابی ہیں مقامی خوانین سرداروں کو لالچ دے کر ان سے برگشتہ کیا۔ جب سید صاحب کی شہادت سے حالات دگرگوں ہوگئے تو پھر سکھوں کے مقبوضہ علاقے میں بھی دست اندازی شروع کردی اور آہستہ آہستہ سکھوں سے تمام علاقہ چھین لیا۔

مجاہدین نے سید صاحب کی شہادت کے صدمہ کی وجہ سے کچھ عرصہ سخت افراتفری میں گزارا اور کوئی مستقل قیام گاہ نہ بنا سکے سید صاحب کی جدائی کے زخم جب کچھ مندمل ہوئے مجاہدین نے پھر اپنے میں کچھ نظم وضبط پیدا کیا اور جہاد کو جاری رکھنے کا تہیہ کرلیا

سید صاحب کے بعد اس تحریک کو مولوی نصیرالدین دہلوی جو شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے نواسے تھے کے ذریعے بہت تقویت پہنچی وہ قصد جہاد سے سید صاحب کی شہادت کے چار سال بعد

۱۹۳۵ء دہلی سے روانہ ہوئے ٹونک اجمیر اور راجپوتانہ کے راستے آپ سندھ پہنچے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ سندھ کو مرکز جہاد بنا کر دشمنوں کے خلاف کاروائی کی جائے۔ آپ پیر جی گوٹھ پہنچے جہاں سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کے اہل و عیال تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ سید صاحب کے بعد تحریک جہاد کو زندہ رکھنے کے لئے خدا نے مولوی نصیر الدین کو ہمت اور توفیق دی ہے

بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ مولوی نصیر الدین نے عالی ہمتی سے کام لیا ہے؛ آپ نے تمام مسلمانوں کے نام اعلام نامہ مشتہر کرایا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ میدان جہاد میں آئیں اور دین کی نصرت اور حمایت کے لئے اپنی قربانیاں پیش کریں بی بی صاحبہ کے ہاں جو زیور یا اندوختہ تھا وہ بھی مولوی صاحب کے سپرد کردیا پیر گوٹ جو ریاست خیرپور میں واقع ہے وہاں مولوی نصیر الدین نے اندازہ لگایا کہ خیرپور کے میر انگریزوں کے زیر اثر ہیں اور سکھوں سے انہوں نے مصالحت کی ہوئی ہے اس لئے یہاں جہاد کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا' آپ فرماتے ہیں

چوں میران خیرپور زیردستان فرنگیاں و آشتی داراں سکھاں اند۔ قرار خود در محروسہ ایشاں مقرون صلاح نمی بینم' اگرچہ متوقع چنا است کہ .فضلہ سبحانہ مسلمانان ایں دیار بسیارے از بسیار ہمراں خواہند شد۔ بہ خلاف قوم مزاری نہ از سکھاں خوفے دارند نہ از فرنگیاں۔

والیان خیرپور فرنگیوں کے زیر اثر ہیں سکھوں سے انہوں نے صلح کر رکھی ہے۔ اس لئے اس علاقے میں میرا قیام خلاف مصلحت ہے۔ اگرچہ امید ہے کہ سب مسلمان میرا ساتھ دیں گے لیکن مزاری قوم نہ سکھوں سے ڈرتی ہے نہ انگریزوں سے

اندریں حالات آپ نے خیرپور میں قیام کو دو وجہ سے پسند نہ فرمایا کہ ریاست پر فرنگیوں کا اثر ہے اور سکھوں سے مصالحت ہے

چونکہ مولوی سید نصیرالدین سید شہید کے جہاد کے مشن کو جاری رکھنا چاہتے تھے اور آپ کو علم تھا کہ سید شہید کی تحریک انگریزوں کے خلاف تھی اس لئے آپ نے انگریزی اثر و رسوخ کو ریاست میں ناپسند کرتے ہوئے اس جگہ کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور مزاریوں کے پاس آگئے جو انگریز اور سکھوں کے خلاف تھے

اگر سید نصیرالدین کو معلوم تھا کہ سید شہید تو انگریزوں کے حامی تھے تو آپ ان سے اتنے متنفر کیوں تھے؟

آخر سید نصیرا لدین مجاہدین کے مرکز ستھانہ سرحد پہنچے اس وقت انگریز کابل پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہے تھے جب سید نصیر الدین نے دیکھا کہ افغانستان کی آزادی خطرے میں ہے اور انگریز حملہ آور ہوکر مسلمانوں سے یہ علاقہ چھیننا چاہتا ہے تو آپ اپنی جماعت کے ساتھ غزنی پہنچے اور امیر دوست

محمد خاں والی افغانستان کی فوج کے ساتھ مل کر غزنی میں انگریزوں کے ساتھ زبردست جنگ لڑی
ولیم ہنٹر لکھتا ہے

مجاہدین میں اونچے درجے کے آدمی شامل تھے جو اس لئے ترک وطن کر کے ستھانہ پہنچ جاتے تھے کہ عیسائی حکومت کے ماتحت امن و آسائش سے زندگی گزارنا ان کے نزدیک مذہبا" درست نہ تھا۔

انہوں نے جنگ کابل میں ہمارے دشمنوں کی امداد کے لئے بڑی فوج بھیجی اور اس میں سے ایک ہزار نے ہمارے خلاف استقامت سے جنگ کرتے ہوئے جانیں قربان کیں صرف تسخیر غزنی کے دوران میں تین سو مجاہدوں نے انگریزی سنگینوں سے شہادت کی سعادت حاصل کی۔ (ہمارے ہندوستان مسلمان ص ۱۳)

یہ ایک انگریز کی شہادت ہے کہ مجاہدین انگریز دشمنی کی وجہ سے والی افغانستان سے مل کر انگریزوں سے مصروف جہاد رہے اور شہید ہوئے۔ کیونکہ سید شہید کی وجہ سے وہ بھی انگریزوں کے دشمن تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ اسلامی علاقوں پر انگریز اقتدار حاصل کر سکیں

سید احمد شہید رحمہ اللہ کی جماعت ان کی شہادت کے بعد جس طرح انگریزوں کے خلاف مصروف عمل رہی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جنگلوں' ویرانوں' پہاڑوں' اور صحراؤں میں کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ بھوکے پیا سے ہر طرح کے مصائب ومشکلات کا مقابلہ کرتے رہے اور انگریزوں سے برسرپیکار رہے۔

یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ سید صاحب کے زمانے ہی میں جب وہ سرحد میں مصروف جہاد تھے ہندوستان سے مجاہدین کے قبضے میں امدادی سامان اس علاقے میں پہنچتا تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد بھی یہ سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری رہا ہندوستان کے دیہات وقصبات اور شہروں میں اس تحریک کے لئے فنڈ جمع کرنے کا ایسا مربوط نظام تھا کہ کسی کو خبر تک نہ ہوتی' انگریز حکومت کی طرف سے اس کے سدباب کے لئے بڑا وسیع جال پھیلایا ہوا تھا۔ مگر مجاہدین کا طریقہ کار ایسا تھا کہ حتی الامکان اس کی بھنک بھی کسی کو نہ پڑی مجاہدین کی امداد کے لئے سب سے بڑا مرکز پٹنہ میں علمائے صادق پور کا گھرانا تھا۔ بنگال' پنجاب اور بہار وغیرہ میں بہی نہایت منظم طریق پر یہ کام ہو رہا تھا اور جماعت مجاہدین سید صاحب کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی جدوجہد میں مصروف اور انگریزوں سے نبرد آزما تھی۔ اس کی پاداش میں انہیں جن مصائب سے دو چار ہونا پڑا اس سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں' سید صاحب کے بعد آپ کے مرسلین اس تحریک کے حامی بزرگ قطعا" یہ گوارا نہ کرتے تھے کہ ہندوستان جوان کے نزدیک دارالحرب بن چکا ہے اور انگریز کافر کے تسلط میں ہے وہاں رہ کر

زندگی گزاریں۔ ان کی عزیمت کے بے شمار واقعات تاریخ میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

سید نصیرالدین جب جہاد کے مقصد کے لئے روانہ ہوئے تو اس قافلے میں سید ابواحمد علی اور ان کے بڑے بھائی سید محمد اسحاق بھی شامل تھے سید محمد اسحاقؒ کئی قسم کی دیرینہ بیماریوں میں مبتلا تھے اور بہت کمزور تھے لیکن انگریزوں سے شوق جہاد میں ان بیماریوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہندوستان سے ہجرت کرکے مرکز جہاد کی طرف اس قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے لیکن راستہ میں راجپوتانہ کے صحراؤں میں دھوپ اور گرمی کی شدت برداشت نہ کرسکے اور جے پور پہنچ کر فوت ہوگئے۔ گھر سے جہاد کی نیت سے ہجرت کی تھی اگرچہ میدان جہاد تک تو نہ پہنچ سکے لیکن ہجرت اور جہاد کے ثواب سے محروم نہ رہے بلکہ اس راہ کی موت بھی ان کیلئے درجہ شہادت کا موجب بنی

ان کے بھائی سید ابو احمد علی اپنے بھائی سید امیرالدین کو جو گھر میں تھے لکھتے ہیں

بعد از اسلام مسنون محبت مقرون واضح آں کہ بعد از ہجرت ازاں "دار الحرب" پراز کرب درجے پور رسید ودر آنجا واقعہ ناگزیر اخی الاعظم مغفور ومرحوم پیش آمد انااللہ و انا الیہ راجعون

محبت بھرے سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ میں تکلیفوں سے لبریز دارا لحرب کو ترک کرکے جے پور پہنچا۔ اور وہاں بڑے بھائی مغفور ومرحوم کی وفات کا واقعہ پیش آیا۔ ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

(منقول از سرگزشت مجاہدین صفحہ ۱۴۵ بحوالہ (اخبار مولوی سید نصیرالدین مخطوط صفحہ ۲۰)

سید ابواحمد علیؒ کے اس مکتوب سے ان لوگوں کے ایمان کی پختگی' خدا کی راہ میں شوق جہاد ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کی وجہ سے دارالحرب ہونے کی بنا پر اس سے نفرت صاف عیاں ہے یہ وہ نفوس قدسیہ تھے جنہیں اپنے گھروں میں ہر طرح کا آرام وراحت میسر ہونے کے باوجود اس علاقے کو جس پر انگریز حکمران ہے اسے "پراز کرب" یعنی مصائب سے لبریز قرار دیتے ہیں' اور اس سے منہ موڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں مسکن بنانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی تو مخلص مومن اور مسلمان کی پہچان ہے

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

انہی پاک باز لوگوں کے بارے میں گردیزی صاحب بدزبانی پر اتر آتے ہیں اور ان پر بدکرداری کا الزام دھرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس تحریک کا مقصد حصول جاہ و مال اور اقتدار تھا۔ گذشتہ اوراق میں سید صاحب کے مکاتب سے ان کا اپنا نظریہ پیش کردیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک جہاد کا مقصد کیا تھا اور کس غرض سے وہ ہندوستان چھوڑ کر سرحد آئے اب سید نصیرالدینؒ کے طویل خط کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے

لکھتے ہیں

تاجاں در تن و سر بر بدن باقی است بہ ہمگی ہمت و جمگی نہمت مصروف وبندول اعلاء کلمۃ اللہ العلیا شود

جب تک تن میں جان اور بدن پر سر ہے پوری ہمت اور کامل ارادے سے اللہ کے کلمہ کی سربلندی میں مشغول رہوں گا

میں نے لکھا ہے کہ سید شہید" کی شہادت کے بعد مجاہدین کو امداد پہنچانے کے لئے ایک مربوط اور منظم نظام قائم تھا۔ جس میں سب سے زیادہ عرصہ علمائے صادق پور (پٹنہ) کا تھا اس کے بارے میں متعصب انگریز مصنف ولیم ہنٹر کے تاثرات ملاحظہ کریں۔

سرحد پر مجنونوں کے کیمپ کو روپیہ اور آدمی پہنچانے کے لئے جو باغیانہ نظام قائم تھا اس کی طرف سے اب انگریزی حکومت زیادہ دیر تک آنکھیں بند نہ کرسکتی تھی۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۴۰)

پھر لکھتا ہے

۱۸۶۳ء میں انگریز کافروں کے خلاف ایک باقاعدہ اعلان جنگ شروع ہوا اور ہر دیندار مسلمان کو اس جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔ (ایضا" ص ۴۶)

گردیزی صاحب بتائیں کہ ولیم ہنٹر انگریز تھا یا سکھ وہ کس لئے مجاہدین کو مجنون اور ان کے نظام کو باغیانہ قرار دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ مجاہدین کی طرف سے انگریزوں کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ شائع ہوا وہ اعتراف کرتا ہے کہ سید شہید کے زمانے میں اور بعد میں بھی تحریک مجاہدین انگریزوں کے خلاف تھی اور آپ کہتے ہیں کہ یہ معرکہ آرائی سکھوں کے ساتھ انگریز کے ایما پر شروع کی گئی

ایک اور جگہ صاف لکھتا ہے کہ

ستیانا فوج کی نظر میں انگریز اور ہندو دونوں کافر تھے اور اس لئے اس قابل تھے کہ تلوار کے ذریعہ ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے' (حوالہ مذکور ص ۳۸)

کیا ستیانا فوج بریلی میں تھی یا میرٹھ میں جو انگریز کو کافر سمجھ کر اس کا نام ونشان مٹانا چاہتی تھی۔ بریلی سے تو اس وقت انگریز کے حق میں فتوے شائع ہو رہے تھے اور انگریز کو اولوالامر کہا جا رہا تھا اور ہندوستان کو "دارالاسلام" قرار دیا جارہا تھا لیکن مطعون مجاہدین کو کیا جارہا ہے کہ وہ انگریز کے حامی تھے کیا انصاف اسی کا نام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

علمائے صادق پور کے متعلق اظہار رائے

ولیم ہنٹراپنی تصنیف ہمارے ہندوستانی مسلمان میں رقمطراز ہے

پٹنہ کے خلفاء جو ان تھک واعظ خود اپنے آپ سے بے پرواہ بے داغ زندگی بسر کرنے والے۔ انگریز کافروں کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لئے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے وہ اپنی جماعت کے اراکین کے لئے ایک نمونہ اور ان کے لئے ایک مثال تھے (ص ۱۰۷)

خلفاء سے مراد مولانا ولایت علی اور مولانا عنایت علی عظیم آبادی ہیں جنہیں میر صاحب نے ہندوستان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا تاکہ مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف تیار کریں اور مجاہدین کے لئے سامان جنگ فراہم کرکے سرحد پہنچائیں۔

ہنٹر مزید لکھتا ہے۔ کیونکہ اب انہیں یقین ہوگیا تھا کہ ستیانا کی ہلالی فوج کے وہ ایک مجاہد کے زیر کمان ہیں جو کوئی بھی اس متوقع جنگ میں جو انگریزوں یا ہندو کافروں سے ہونے والی تھی کام آئے گی وہ شہادت کا درجہ پائے گا

مولانا ولایت علی اور مولانا عنایت علی کے متعلق کہتا ہے

مولانا عنایت علی اور ولایت علی سے بار بار ضمانت اور مچلکہ لیا گیا مگر وہ ہر باد انگریزوں کے خلاف عوام میں غم وغصہ پھیلاتے اور انہیں جنگ کے لئے تیار کرتے ہوئے پائے گئے (صفحہ ۳۸)

کیوں نہ ہو۔ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ وہ تو اس مجاہد کبیر اور غازی شہید کے مرید تھے جس کی ساری عمر کفر کے خلاف نبرد آزمائی میں گزری اس کی تحریک سے وابستہ یہ حضرات کیسے اس راستہ سے منحرف ہوسکتے تھے۔

انہی دونوں خلفاء کے متعلق ہنٹر پھر لکھتا ہے

۱۸۴۱ء میں ان کے دو خلفا نے جن کو انہوں نے پٹنہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا زیارت کے لیے سرحد کا سفر اختیار کیا اور پورے طور پر معلوم کرلیا کہ ان کے امام صاحب معجزانہ طور پر غائب ہوگئے ہیں، اگرچہ وہ ابھی تک بقید حیات موجود ہیں۔ اور وہ وقت مقررہ پر اپنے آپ کو ایک جہادی فوج کے قائد کی حیثیت سے ظاہر کریں گے اور انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکال دیں گے۔

مجاہدین اس بات پر خوش ہوتے تھے کہ انہیں انگریزوں پر ہاتھ صاف کرنے کا موقعہ ملتا ہے

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ۷۳)

مولانا ولایت علیؒ اور مولانا عنایت علیؒ دونوں بھائی سید صاحب کے ساتھ ہجرت کرکے سرحد پہنچے تھے مگر وہاں سے سید صاحب نے دونوں کو واپس ہندوستان بھیج دیا مولانا ولایت علی کو حیدر آباد دکن اور مولانا عنایت علی کو بنگال کے علاقے میں بھیجا تاکہ وہاں تبلیغ دین اور تحریک جہاد کی نشرو اشاعت کریں جیسا کہ ہنٹر کے بیان سے واضح ہوتا ہے اور دیگر کتابوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دونوں بزرگ سید صاحب کی شہادت تک اپنے مشن میں مصروف رہے سید صاحب کی شہادت کے کچھ عرصے بعد مولانا عنایت علیؒ سرحد تشریف لے گئے جس سے مجاہدین کو زبردست تقویت پہنچی ان کی سرکردگی میں متعدد معرکے ہوئے کچھ عرصے بعد مولانا ولائت علیؒ بھی ایک جماعت کثیر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور سکھوں انگریزوں سے جنگ جاری رکھی۔ پھر ایک وقت واپس ہندوستان تشریف لائے دو سال تک یہاں رہے لیکن طبیعت کو قرار نہ تھا چاہتے تھے کہ پھر واپس مرکز جہاد جائیں چنانچہ پھر وہاں پہنچ کر اپنی جدوجہد جاری رکھی جب تک زندہ رہے انگریز حکومت کو بے چین رکھا

مولانا ولائت علی کی وفات ۱۸۵۲ء میں ستھانہ کے مقام پر ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے

مولانا عنایت نے ۱۸۵۸ء میں انتقال فرمایا

مولانا مہر صاحب لکھتے ہیں

انگریزوں کے خلاف لڑائیاں شروع ہوگئیں اور مولانا کی زندگی کے بقیہ اوقات لڑنے بھڑنے یا لڑائی بھڑائی کا اہتمام کرنے ہی میں تمام ہوئے

(سرگزشت مجاہدین ص ۲۸۱)

مولانا مہر صاحب مولانا ولائت علی کے بارے میں رقمطراز ہیں

"مولانا ولایت علی اس گھرانے کے فرزند تھے جو پٹنہ کے رؤسا میں شمار ہوتا تھا بہت بڑی جائداد کے مالک تھے اور ان کے تمام اقرباء بھی رو سیاہی میں محبوب تھے لیکن دیکھئے عشق حق اور خدمت دین کے جذبہ صادقہ نے کس طرح ان سے سب کچھ چھڑا دیا اور اس زندگی کی تڑپ دل میں پیدا کردی جس میں تکلیفوں، اذیتوں اور پریشانیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ کارنامے صرف ارباب عزیمت انجام دے سکتے ہیں۔

مولانا عنایت علی کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ان کی شان عزیمت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ اپنے بڑے بھائی کی معیت میں ہندوستان سے مستقل ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے موضع دوآب پورا رہٹ ضلع کا وثیقہ آپ کے حوالے کردیا آپ نے یہ موضع بائیس ہزار روپے میں میر

محبوب علی ساکن کیوانی کے ہاتھ بیچ دیا اور دوسرے مواضعات سے دست برداری کی ایک تحریر لکھ دی

اندازہ فرمایئے خوش حالی اور فارغ البالی کے کتنے مہتم بالشان سامان میسر تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز انہیں راہ حق میں مجاہدانہ اقدام سے نہ روک سکی۔

یہ تھے وہ پاکیزہ اوصاف' عالی ہمت' اور صاحب عزیمت نفوس قدسیہ جو اپنا گھربار محلات' زمین وباغات اور لاکھوں روپے کی جائیداد چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہوئے اور ساری عمر اذیتوں' مصیبتوں اور تکلیفوں میں گزار دی لیکن انگریز کی مخالفت میں اسلام کا علم بلند رکھا اور ساری عمران سے لڑتے رہے اور زندگی کا ایک لمحہ بھی آرام سے نہ گزارا ان کے بارے میں گردیزی کا فتویٰ ہے کہ انگریزوں کے ساتھ ان کے بڑے اچھے تعلقات تھے اور وہ انگریز کے حامی تھے۔ کرشمہ ہے تیری کج نگاہی کا ان بزرگوں کے مجاہدانہ کارنامے' جاں بازی کی داستان اور اسلام کے نام پر ان کی قربانیوں کے قصے اتنے طویل ہیں کہ انہیں حیطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں (جاری ہے)

شہید اسلام امام العصر حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہیدؒ اور دیگر علمائے اہلحدیث کی معیاری آڈیو اور وڈیو کیسٹوں کا عظیم مرکز

مجید کیسٹ ہاؤس

ایک بار پھر احباب جماعت کی خدمت میں پیش پیش ۔ مرحومین علمائے کرام کی نادر و نایاب تقاریر کے لئے رجوع فرمائیں۔

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا پچیس کیسٹوں پر مشتمل نماز تراویح کے دوران پڑھے گئے قرآن مجید کا خلاصہ بھی دستیاب ہے۔

پروپرائیٹر:۔ عبد المجید شاکر

مجید کیسٹ ہاؤس نزد مسجد چینیانوالی کوچہ چابک سواراں اندرون رنگ محل لاہور